ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

زیبا گلزار

استاد، شعبہ اُردو، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج سمبڑیال، سیالکوٹ

ڈاکٹر شعیبہ معید

استاد، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

ڈاکٹر طاہر عباس طیب

استاد، شعبہ اُردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

عرفان صدیقی کی شاعری میں کربلا بطور مزاحمتی استعارہ

Zaiba Gulzar
Lecturer, Government Associate College Sambaryal, Sialkot.
Dr. Shoiba Moeed
Assistant Professor, University of Sargodha, Sargodha.
Dr. Tahir Abbas Tayib *
Assistant Professor, GC Women University, Sialkot.

***Corresponding Authors:** drtahir.tayib@gcwus.edu.pk

Karbala as a Resistance Metaphor in Irfan Siddiqui's Poetry

Metaphors continue to be born in every age, which are helpful in conveying and understanding the meaning along with the interpretation of their era and also bring forward the thought and vision of the poet. Karbala was a great tragedy that influenced people living all over the world with its important lessons: self-respect and self-control, and sacrifice. The peak of the trend happened in the 60s when there were new experiments in the field of symbolism and metaphors in literature. The nature of Karbala metaphor is mentioned in the poetry of Irfan Siddiqui, this journey can be divided into three stages. First: This passage in the poetry introduced some possibilities other than the description or allusions of the event which brought to

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

mind about Karbala. Secondly, this metaphor is helpful in the form of social and contemporary consciousness or sensibility in Irfan Siddiqui's poetry. Reaching the third and last stage, they use this great tragedy to raise the voice of truth against oppression, to protest, to adopt a resistance approach instead of surrendering.

Key Words: *Metaphors, Vision, Karbala, Tragedy that Influenced, Sacfrice, Description, Allusions, Contemporary Consciousness, Sensibility In Irfan Siddiqui's Poetry.*

استعارہ، علمِ بیان کی قسم جس کے لفظی یا لغوی معنی " اُدھار لینا یا مستعار لینا" کے ہیں۔ دو چیزوں کو ایک خوبی کی وجہ سے ایک جیسا کہنے کے بجائے ہو بہو وہی چیز کہہ دینا استعارہ ہے۔ یہ رومانوی احساس کے ساتھ زندگی کو نیا مفہوم عطا کرتا ہے۔ دنیا کی بڑی سچائیوں میں شعر و شاعری سب سے بڑی حقیقت اور استعارہ مجاز ہے۔ انیس ناگی لکھتے ہیں :

> "استعارہ اظہار اور ادراک کا ایسا مؤثر ذریعہ ہے۔۔۔ جس کے ذریعے شاعر منتشر اور غیر مربوط اشیاء، مشاہدات، اور اجزا کو اپنے تخلیقی تجربے میں مجمع کرتا ہے۔"(۱)

یہ الفاظ کو حیاتِ نو بخشنے کے علاوہ انہیں وسعتِ معنی بھی عطا کرتا ہے۔ استعارے ہر دور میں جنم لیتے رہتے ہیں، جو اپنے عہد کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ معنی کی ترسیل و تفہیم میں معاون ثابت ہوتے ہیں اور شاعر کے فکر و نظر کو بھی سامنے لاتے ہیں۔ کربلا عظیم سانحہ تھا جس نے اپنے اہم اسباق ؛عزتِ نفس اور خودداری، حریت نفس، بیداریِ نفس، شجاعت و بہادری، عزم و استقلال، ایثار و قربانی سے پوری دنیا میں رہنے والے انسانوں کو متاثر کیا۔ لیکن اس واقعے کے تخلیقی و استعاراتی رجحان کا عروج ۶۰ء کی دہائی میں ہوا جب ادب میں علامتیت اور استعارات کے ضمن میں نت نئے تجربات ہو رہے تھے۔ اُردو شاعری میں کربلا کی معنویت کے حوالے سے عرفان صدیقی کا نام اہم ہے۔

میرا امیدانِ غزل نیزہ و سر کا ٹھہرا رہنے والا جو شہیدوں کے نگر کا ٹھہرا(۲)

عرفان صدیقی کی شاعری میں کربلائی استعارے کی نوعیت کا ذکر ہوتا ہے تو یہ سفر تین مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا: شاعری میں یہ حوالہ اس واقعے کے بیان یا اشاروں کے علاوہ کسی حد تک امکانات متعارف کراتا تھا جس سے ذہن کربلا کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ شاعر نے اس واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے خواہ وہ اپنے مجازی محبوب ہی کو مخاطب کیوں نہ کر رہا ہو اور اس میں لفاظی اس طرز کی ہوتی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عرفان

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

صدیقی کی شاعری میں سماجی و عصری شعور یا حسیّت کی صورت میں یہ استعارہ مدد گار ہے۔ تیسرے اور آخری مرحلہ پر پہنچ کر وہ اس عظیم سانحے سے استفادہ کرتے ہوئے ظلم و جبر کے خلاف آوازِ حق بلند کرتے ہیں، احتجاج کرتے ہیں ، سرِ تسلیم خم کرنے کے بجائے مزاحمتی روش اختیار کرتے ہیں۔ مضمون میں عرفان صدیقی کے ہاں موجود کربلائی استعارے کے مزاحمتی پہلو پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ مزاحمت، احتجاج ردِ عمل ظاہر کرنے اور آواز بلند کرنے کا نام ہے۔ گویا سماجی ناانصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف آواز بلند کرنا۔ مزاحمت رکاوٹ کا مترادف ہے۔ ادب میں مزاحمت فن کار کی طرف سے اپنے معاشرے، ماحول اور اس کی جکڑ بندیوں، خاص طور پر ظلم و جبر پر ردِ عمل یا بغاوت کہی جا سکتی ہے۔ حقیقی طور پر ادب مزاحمتی ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ وقت کے دھارے کے ساتھ بہہ جانے کے بجائے اپنے حالات کی کجرویوں پر ردِ عمل ظاہر کرتا ہے۔ ایسی صورت میں تمام تر ذمہ داری ادبا و شعراء پر عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے عہد کی سچی تصویر پیش کریں بلکہ حق و سچ میں فرق اور باطل کے ہتھکنڈوں سے ملت کے افراد کو آگاہ بھی کرتے رہیں۔ ساٹھ کی دہائی سے شعری روایت میں جدیدیت کے تجربات سے لے کر مابعد جدیدیت اور کئی رجحانات کو سامنے گزرتے دیکھنے والے عرفان صدیقی نے اپنے معاصر حالات سے چشم پوشی نہیں کی اور مزاحمت کے لیے ان کے سامنے کربلا سے بہتر کوئی دوسرا نمونہ نہیں تھا۔ محمد مسعود کے مطابق:

> " انھوں نے الفاظ پر بے پناہ قدرت اور اپنے غیر معمولی جوہر سے اس میں تنوع پیدا کیا اور ان کی آواز دور سے پہچانی جانے لگی۔ ظلم کے مقابلے میں اپنی خودی کے اثبات کا استعارہ ان کی شاعری کا سب سے طاقتور اور مرکزی عنصر ہے۔"(۳)

عرفان صدیقی نے پرانی اور کچھ نئی لفظیات کو علامتی طور پر استعمال میں لا کر کربلا سے متعلق نئے استعارے تراشے۔ اس نوع کے کچھ الفاظ درج ذیل ہیں: "تیغ، تیغ جفا، سر، نیزہ، تیر، لہو، موجِ ہوا، موجِ خوں، تیر ، تلوار، طنابِ خیمہ، قاتل، خنجر، فرس، صف، دریا، نہر، فرات، تشنگان، شامِ غریباں، سر بریدہ، دشتِ بلا، نوکِ سناں وغیرہ ذہن کو کربلا کی جانب منتقل کر دیتے ہیں۔ ان کی شاعری ہی لفظ و معنی کی اہمیت ہے۔ وہ مزاجاً کلاسیکی شاعر تھے لیکن انتخابِ الفاظ سے ان کی انفرادیت مسلّمہ ہے۔ انھوں نے عظیم سانحے سے اپنے معاصر حالات کو جوڑا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ یوں تو بہت سے شعراء اس سانحے کی علامتیت کے اظہار میں اوّلیت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عرفان صدیقی بھارت کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے اس واقعہ میں چھپی معنویت اور علامتوں کو اپنی شاعری کا واضح رجحان بنایا۔ شمس الرحمان فاروقی کے نزدیک:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

"جدید شاعری میں عرفان صدیقی کے یہاں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ استعاراتی قوت کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔"(۴)

گجرات کے فسادات ہوں یا بابری مسجد کا انہدام، کشمیر کے عوام پر بھارتی مظالم، فلسطین، دمشق، عراق سب پر عرفان صدیقی کی گہری نظر ہے۔ اپنے گرد چھائی یہ ظلم کی اندھیری رات دیکھتے ہیں تو فوراً کربلا جیسے عظیم سانحے کے تحت ردِ عمل دیتے ہیں۔ عرفان صدیقی کی شاعری میں ایک ایسے شخص کا ظہور ہے جس کا ضمیر ابھی زندہ اور آنکھیں روشن ہیں۔ وہ حساس انسان کی طرح لہجوں اور لفظوں سے زخمی بھی ہوتے ہیں لیکن شاعر بارہا اپنے آپ اور افراد کو احتجاج کے لیے آمادہ کرتا ہے، انہیں کربلا کی مثالیں دے کر بہادر ی کی ترغیب دلاتا ہے۔ وہ معاصر حالات کی زنجیریں توڑ ڈالنے کے لیے اُکساتا ہے۔ حق اور سچ کی جنگ میں تن، من، دھن کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ ان کی شاعری محض مزاحمتی نہیں بلکہ دھیما پن ایک لَے اور ترنم جو غزل کی شان ہے، موجود رہتا ہے۔

میرے بازوئے بریدہ کا کنایہ بھی سمجھ
دیکھ تجھ کو مری بیعت نہیں ملنے والی(۵)

یہ شعر مزاحمت و احتجاج کا استعارہ ہیں۔ شاعر استفہامیہ لب و لہجہ اپناتے ہوئے اپنے عہد کے افراد کو مزاحمت اور احتجاج کے ساتھ ظلم سے برسرِ پیکار رہنے کے لیے تیار کرتا ہے، انہیں اپنی عظمت و قوت کا احساس دلاتا ہے۔ عرفان صدیقی صنعتِ تضاد سے بھی کام لیتے ہوئے داخلی، وجودی، نفسیاتی اور حق و باطل کی آویزش نظر آتی ہے۔ انھوں نے جدید غزل میں لفظی استعمال سے اپنی شناخت قائم کی۔ مشکل حالات میں بھی صبر اور مثبت سوچ ان کی ہمنوا رہتی ہے۔ جس سے منفی قوتیں سرنگوں ہو جاتی ہیں۔ وہاب اشرفی لکھتے ہیں:

"ان کا مزاج جس نہج سے کام کرتا ہے اس میں زندگی کی مثبت قدریں اس طرح بارپاتی ہیں کہ منفی صورت واقعہ کی از خود تکذیب ہو جاتی ہے۔"(۶)

عرفان صدیقی کی شاعر میں کربلا محض ایک تلمیح اور مذہبی و تاریخی حوالے سے بڑھ کر ایک پوری تہذیب، ثقافت، اقدار اور تمدن کا نوحہ بن کر اُبھرتا ہے اور انسان کو اپنا فرض نبھانے حق کے لیے جاں تک وار دینے کی ترغیب دیتا ہے۔ ان کا شعری لہجہ زبان کی صرفی و نحوی ساخت سے انحراف اور تفہیمِ معنی کے لیے علامتی و استعاراتی اسلوب سے تشکیل پاتا ہے ۔ انہوں نے علامت اور استعارے ہی سے نیاپن پیدا کرنے کی کوشش کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے۔ شاعری میں روز مرہ، محاورہ جات، سادگی اور سلاست کو قائم رکھتے ہوئے لفظ و معنی کے نئے جہاں آباد کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ ہر شعر یا خیال اپنے آپ میں اتنا مکمل تو ہوتا ہے کہ مفہوم واضح کر دے، تراکیب واستعارے کے باوجود بھی قاری اس کے دیگر امکانات کی کھوج کے بجائے شعری قرأت ہی سے مفہوم تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ بقول خان رضوان:

> " انھوں نے فردیت، تنہائی اور وجودیت جیسے موضوعات کے حصار سے باہر نکل کر دیگر موضوعات اور دوسری چیزوں کو اپنے وجدان و شعور کا حصہ بنایا ہے، جس کی وجہ سے استعارے، علامات اور تلمیحات نے معنیات کی نئی دنیا وجود میں لادی ہے، جو کسی طور طلسماتی کرشمہ سے کم نہیں ہے۔"(۷)

عرفان صدیقی کی معاصر حالات اور تاریخ پر گہری نظر ہے۔ جب وہ ظالموں کو اندھا دھند ستم ڈھاتے دیکھتے ہیں تو حیران ہونے کے بجائے مزید مضبوطی و قوت سے مردانہ وار مقابلہ کر کے قاتل کو بھی باور کرا دیتے ہیں کہ ہمارے لیے یہ ظلم و ستم، استبداد کوئی نئی بات نہیں ہماری تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے، جو حق کا ساتھ دیتے ہیں ان پر مشکلیں آتی ہی رہتی ہیں اور وہ سر وارتے ہی آئے ہیں۔ کئی حق کے چراغ کو بجھانے والے آئے ہیں لیکن ان سے ایسا نہیں ہوا۔

قرض دَم توڑتے جذبوں کا اُتارو یارو　　لفظ برچھی ہے اگر تاک کے مارو یارو
سروِ قامت نہ سہی، سنگِ ملامت ہی سہی　　سر ملا ہے تو کسی چیز پہ وارو، یارو(۸)

عرفان صدیقی کی شاعری کے موضوعات بشمول استعارۂ کربلا انسانی شعور اور زندگی کی ترغیب دیتے ہیں۔ وہ ایک ایسے زخم خوردہ لیکن بہادر شخص کا نقش پیش کرتے ہیں جو پُر خطر ماحول میں نہ تو خود مرتا ہے، نا جینے کی اُمنگ اور خوابوں کو مرنے دیتا ہے۔ پھر یہی زندگی، اس کے امکانات کا مرکزی حوالہ بن جاتا ہے۔ وقار ناصری کہتے ہیں:

> "عرفان صدیقی کے شعری موضوعات میں ہجر و وصال کی حکایتیں ہوں کہ حسن و عشق کی داستانیں تشکیک کے مرحلے ہوں یا کربلا کا استعارہ ان کے لئے یہ سارے منظر نامے دراصل ایک زندہ انسان اور اس کے شعور کا استعارہ ہیں۔"(۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

عرفان صدیقی نے اپنے زمانے اور ماحول سے بھی ماورا ہو کر دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں لفظیات، منظر کشی سب انوکھا اور نرالا ہوتا ہے۔ جہاں کربلا محض ایک تلمیح اور مذہبی یا تاریخی حوالے سے بڑھ کر ایک پوری تہذیب، ثقافت، اقدار اور تمدن کا نوحہ بن کر انسان کو اپنا فرض نبھانے کی تعلیم دیتا ہے۔ احتجاج، مزاحمت اور کڑی طنز و چوٹ کربلا سے متعلق عصری حوالہ اور احتجاج ہے۔

اگر وسعت نہ دیجے وحشتِ جاں کے علاقے کو تو پھر آزادیِ زنجیرپا سے کچھ نہیں ہوتا
ازل سے کچھ خرابی ہے کمانوں کی سماعت میں پرندو! شوخیِ صوت و صدا سے کچھ نہیں ہوتا(۱۰)

عرفان صدیقی کا امتیاز ہے کہ کربلا کی علامات کو انھوں نے نئی معنویت عطا کیں۔ وہ ان چند شاعروں میں سے ہیں کہ جنھوں نے اس معنویت کو نہ صرف یہ کہ خود سمجھا بلکہ اپنی شعری عمارت اس پر تعمیر کی اور نئے جہانوں کی سیر بھی کرائی۔ انیس اشفاق کے مطابق:

> "وہ ہمارے عہد کے ان شاعروں میں ہیں جنھوں نے واقعۂ کربلا کے متعلقات کی معنویتوں کو زیادہ اچھی طرح سمجھا اور انہیں ان کے متعینہ مفاہیم کے دائرے سے نکال کر ان کے معنوی امکانات میں وسعت پیدا کی۔"(۱۱)

عرفان صدیقی شہدائے کربلا کے کرداروں سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ حق و باطل کی اس آویزش میں ان کے ہاں کئی اور فکری رویے، زاویے اور استعارے نکل آتے ہیں۔ کربلا کی یہ مختلف جہات ایک انسان جو باطل سے نبرد آزما ہے اس کے اندر ایک مضبوط قوت پیوست کر دیتی ہیں۔ جس سے مر کر بھی جینے کی معنویت برقرار رہتی ہے۔

سنو، کہ بول رہا ہے وہ سر اتارا ہوا ہمارا مرنا بھی جینے کا استعارہ ہوا(۱۲)

اُن کی سب سے بڑی انفرادیت ہی یہی ہے کہ ہزار خوف، طوفان اور مشکلات کے باوجود بھی زندگی جینے کی خواہش باقی رہتی ہے۔ ان کی شاعری میں کربلا ایک زندہ انسان کا استعارہ ہے ۔ بقول مسرور جہاں:

> "عرفان صدیقی کی شاعری کا سب سے بڑا وصف ۔۔۔ اندیشوں، وسوسوں، مایوسیوں اور انتشار کے بعد بھی جینے کی امنگ رکھتی ہے ان کے شعری شعور میں وہ دنیا کہیں نہیں جو صرف انسان کی بے کسی، بے بسی اور محرومی کی فریادی ہے۔"(۱۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

عرفان صدیقی نے کربلا کی جو بھی لفظیات و استعارات تراشے، رمز و ایمائیت کو جگہ دی، وہ ان کے وجود کا حصہ اور تجربہ ہے۔ وہ رفتگاں کے نقشِ قدم پر چل کر دولت، پندار اور جاہ و حشمت کو ٹھکرا دیتے ہیں جیسے کربلا میں حضرت امام حسینؓ اور ان کے پیروکاروں نے ہر قسم کی پیش کش کے باوجود حق اور سچ ہی کا ساتھ دیا۔ ان کا شعری کمال ہے کہ قاری کو کہیں بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ آج سے کئی سو سال پرانی بات ہے بلکہ آج انسان جس عصری کربلا میں پریشاں سہما کھڑا ہے اس کا پورا اظہار ملتا ہے۔

جو گرتا نہیں ہے اسے کوئی پامال کرتا نہیں　　سو وہ سر بریدہ بھی پشتِ فرس سے اترتا نہیں
سماعت کہ جنگل کا انعام تھا اک سزا بن گئی　　اگر میں وہ انجان چیخیں نہ سنتا تو ڈرتا نہیں (۱۴)

عرفان صدیقی کی شاعری چھوٹی بحروں میں سہلِ ممتنع کی عمدہ مثال ہے۔ ان کی شعری علامات میں بھی گریہ وبکا کی جگہ آنسوؤں میں تر، خونی منظر ملتا ہے۔ پُر اثر منظر نگاری کے سبب ایک گہری کسک اور حزن و ملال کی کیفیت رہتی ہے کہ قاری کا دل اُس منظر میں اپنا کردار ادا کرنے کو مچلتا ہے۔ عرفان صدیقی نے کربلا کو استعارہ بنا کر پیش کر دیا۔ انھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور مشقت و ریاضت سے فنِ شاعری میں خاص کمال پیدا کیا ہے۔ ان کا شعری سفر بظاہر مختصر ہے لیکن اس کے سوتے، فکری روابط اور رشتے کئی سال پرانی تہذیب سے جا ملتے ہیں۔ تہذیبی انہدام، اس کے اثرات اور برآمد شدہ نتائج کو بیان کرنے کا لہجہ، اسلوبِ بیان اور پیرایہ ان کا اپنا ہے۔ عرفان صدیقی کی شاعری میں ایک اور پہلو خود کلامی اور صیغۂ واحد متکلم کا مسلسل استعمال ہے اور ایک ایسے فرد کا کردار بھی ہے جو اپنے گھٹن زدہ ماحول اور افراد سے اکتا کر نئی دنیا کا متلاشی ہے، جہاں امن، سکون، رواداری اور محبت ہو۔ کبھی کبھار وہ تاریخ کے نہاں خانوں میں جھانک کر کئی رازوں اور واقعات کی یاد تازہ کرتے ہیں اور ماضی کے تمام معتبر چہرے سامنے آجاتے ہیں جن کی قربانیوں سے یہ بزمِ ہستی چمک رہی ہے۔ عرفان صدیقی قرآن مجید کا مطالعہ نہایت عمیق نظری سے کرتے ہیں اور پھر اسے معاصر عہد میں ظلم کے خلاف استعارے و ہمت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ "صبر" صرف برداشت کا نام نہیں بلکہ اس کا معنی کسی بھی خیال، عقیدے یا مقصد کے لیے مزاحمت اور ڈٹ جانا ہے۔ عرفان صدیقی کی شاعری میں بیک وقت ایک ایسا شخص بھی نمودار ہو جاتا ہے جو آج کی دنیا میں کھڑے ہو کر پھر کربلا کو دہرا رہا ہے، سوال کرتا ہے؟ پھر کہاں سے ایسے ظالم آچکے ہیں؟ جو خون بہانے پر آمادہ ہیں۔ وہ بنی بنائی دنیا اور اس کی مادیت کو ٹھکرا کر حق گوئی کا ساتھ دیتا ہے کیونکہ اسے اپنی آنے والی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

نسلوں کے لیے مثال بننا ہے، جیسے اس کے بڑے بنے تھے، ظلم کے اندھیروں اور کالی رات کو چیر کر صبح سحر تلاش کر نی ہے۔

چراغ آخرِ شب ہیں سو اپنے بچوں کو ہم آنے والی سحر انتساب کرتے ہیں (۱۵)

عرفان صدیقی کربلا سے متعلق علامتوں کے استعمال سے کربلائے مقدس اور اس کی تہذیب کو بھی منعکس کرتے ہیں جو ہمارے شاندار ماضی کی غماز ہے۔ ڈاکٹر نذر عابد لکھتے ہیں:

"وہ جب نیزہ، گم شدہ تیر، نوکِ سناں، بازوئے تیغ زن۔۔۔ صفِ سرداد گاں جیسے الفاظ و تراکیب استعمال کرتے ہیں تو تخلیقی سطح پر سرزمین عرب سے وابستہ ماضی اور اُس کو شاندار بنانے کے لیے عظیم جدوجہد کی مرقومہ داستانوں ہی کی بازیافت کرتے ہیں۔" (۱۶)

عرفان صدیقی کے کربلائی استعارہ میں مزاحمت اور اس کی باریک تہوں میں بھی کئی موضوعات موجود ہیں۔ اہلِ بیت ان کی پریشانیاں، مشکلات، پیاس کا بیان، ظالم کا چہرہ شاعر اچھی طرح پہچانتا ہے، جسے دیکھتے ہی ماضی میں کربلا کا منظر اس کے سامنے جاگ اٹھتا ہے۔ ان کا شعری اسلوب نئے پن کا حامل ہے جس میں کئی اشعار عرفان صدیقی کی ندرتِ بیان اور جدتِ طرز کا پتا دیتے ہیں۔

حق اُن کے ساتھ حق کی رضا اُن کے ساتھ ہے تنہا نہیں ہیں وہ کہ خدا اُن کے ساتھ ہے
گل کر دیے ہیں دست جفا نے جہاں چراغ اُن راستوں میں شمع وفا اُن کے ساتھ ہے (۱۷)

عرفان صدیقی کی شاعری ماضی، حال اور مستقبل کی شاعری ہے وہ تینوں پہلوؤں کو شانہ بشانہ لیے اپنی منزل کی طرف رواں نظر آتے ہیں۔ اسی لیے انہیں زندگی کے بہاؤ یا تسلسلِ حیات کا شاعر بھی کہا جاسکتا ہے۔ ان کی تراکیب وعلائم کا انتخاب پڑھنے والے میں احساس و تفکر کی لہر دوڑ جاتی ہے، وہ حالات کے متعلق سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کچھ کر گزرنے کی امنگ بیدار کر دیتے ہیں جس میں حق و سچ کہنا اور اس کے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کے لیے لڑنا مقصود ہے، جہاں شاعر نوجوان کو ہمت اور آواز اٹھانے کی تلقین کر رہا ہے۔

عرفان صدیقی کی شاعری جبر واستحصال کے مارے، مظلوم طبقے کے افراد کو امید، حوصلہ اور تقویت فراہم کرتی ہے۔ وہ تاریخی حوالہ جات و ماخذات سے روشنی لے کر اپنے شعری نشانات کو روشن کرتے ہیں۔ تاریخی شعور ان کی خاص پہچان ہے۔ وہ ہر لفظ یا شعر سے کوئی ثقافتی مفہوم آشکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ابراہیم نثار اعظمی لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

"عرفان صاحب کی غزلوں کے منبع اور ماخذ کو ایک ایسی سرشار تاریخ اور بیدار تہذیب کا نام دیا جاسکتا ہے۔ جن کے قائم کردہ نشانات کی ناتو کوئی ظاہری حد ہے نا باطنی دوسرے لفظوں میں وہ تاریخ کے آدمی ہیں۔۔۔ وہ ان منطقوں کے ثقافتی حدود کو ایک تخلیقی وسعت سے ہمکنار کرتا ہے۔"(۱۸)

عرفان صدیقی شاعری میں نئے امکانات روشن کرنے کی سعی کرتے ہیں جس طرح زندگی ہمہ جہت ہے، ہر آن بدلتی رہتی ہے اور نئے جہانوں کی تلاش میں وہ سرگرداں رہتے ہیں۔

دست قاتل کب کٹے اے چشم تر کیا دیکھنا آج کے اخبار میں کل کی خبر کیا دیکھنا
ہم فقیروں کو فقط سچ بولنے کا حکم ہے عرض کرنا قیمت عرض ہنر کیا دیکھنا (۱۹)

عرفان صدیقی رمز و ایما کو ترجیح دیتے ہیں جس سے تفہیم کا انحصار قاری و سامع کے ذہن و شعور کی بالیدگی پر چھوڑ دیتے ہیں۔ تکرارِ لفظی و معنوی، نئی نئی تراکیب اور پرانی ترکیبوں کی نئی تفہیم، اردو، فارسی اور عربی شاعری کا سنگم مزید چار چاند لگا دیتا ہے۔ عصری آشوب کا شعور اور طنز و مزاحمت بھی ہے۔

عجب یہ کہنہ سرا ہے، عجب چراغ ہیں ہم کہ ساری رات جلیں اور ضیا نہ ہونے پائے (۲۰)

عرفان صدیقی حال کو ماضی کے خزینوں سے روشنی دیتے ہیں۔ غزل میں ایمائیت کی موجودگی کہیں تفہیم میں دشواری بھی پیدا کرے گی لیکن احتجاج و مزاحمت کے دیرپا اثر کے لیے یہ ایمائیت بھی ناگزیر ہے۔ گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

"عرفان صدیقی کی شاعری آج کے منظرِ شب تاب میں ماضی کے خزانے سے نئی روشنی حاصل کرنے میں مگن ہے، البتہ غزلیہ ایمائیت کی وجہ سے ان لوگوں کو جو وضاحت کے طلب گار رہتے ہیں، یہ آواز ذرا دبی دبی رُکی رُکی لگے گی، اور اس میں احتجاج کی لَے بھی مدّھم معلوم ہوگی، لیکن یہ بھی نظر میں رہے کہ رمز یہ کیفیت اور جمالیاتی حُسن کی وجہ سے ایسی شاعری کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔"(۲۱)

عرفان صدیقی ایسی فردوسِ گم گشتہ کا خواب دیکھتے ہیں جہاں سکون، امن، رواداری، انصاف، حق ہو، جہاں طبقات کے نام پر انسانوں کی تحقیر نہ ہو، لوٹ کھسوٹ، غریب کا استحصال نہ ہو، جہاں مظلوم کی فریاد سنی جائے، خوشیوں پر سب کا حق ہو، امن و محبت اور پیار سے رہیں، یہ جب ارد گرد نظر نہیں آتی تو ظالموں سے بغاوت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

کر کے سینہ سپر ہو کر مزاحمت کرتے ہیں۔ وہ ظلم کے آگے جھکتے نہیں علی الاعلان انکار کرتے ہیں۔ بلا کسی خوف و خطر کے منافقت و ریاکاری کو بھی برا کہتے ہیں۔

چلے تو کوئی اندھیرے سے روشنی کی طرف　　یہ فاصلہ تو بہت ہے سفر زیادہ نہیں
متاعِ جاں تو ہے مولا کے اس فقیر کے پاس　　اسی کو نذر گزاروں اگر زیادہ نہیں (۲۲)

ان کی شاعری میں اُمید، نشاط، خوشی، حوصلہ اور یقین کے موضوعات ہیں۔ زندگی کے گوں ناگوں مسائل عرفان صدیقی کی چشم پر وا ہوتے ہیں تو ان کو سمیٹنے کے لیے استعارۂ کربلا استعمال کرتے ہیں۔ جس سے وہ کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی امید اور حوصلے کا جوہر کشید کرتے ہیں۔ شارب ردولوی کے نزدیک:

"عرفان صدیقی کے یہاں یہ حالاتِ زمانہ جب پھیلنے لگتے ہیں تو کربلا کے استعارے میں ضم ہو جاتے ہیں۔۔۔ عرفان صدیقی نے اس سے جس احتجاج اور حالات جبر میں زندہ رہنے کا جو کام لیا ہے وہ اپنی جگہ بے حد اہم ہے۔" (۲۳)

عرفان صدیقی کی منقبتوں میں بھی کربلا کا بیان اور اس کے ذکر قائم رہتا ہے۔ جن میں وہ اہلِ بیت اور ان کے پیروکاروں کے جذبۂ سرشاری اور وفا کی مثال دیتے ہیں۔ جو دنیاوی وعدوں کی طرح عارضی نہیں بلکہ ظلم کی بیعت سے انکار ہی ان کی سرشت میں شامل ہے۔

وہ ہاتھ کٹا دیتے ہیں سر دینے سے پہلے　　مظلوم کبھی ظلم کی بیعت نہیں کرتے
وہ شمع بجھی اور یہ حقیقت ہوئی روشن　　اربابِ وفا ترکِ رفاقت نہیں کرتے (۲۴)

عرفان صدیقی کا فنِ شاعری کربلا کے استعارہ پر استوار کی۔ بیشتر اشعار میں وہ واضح توضیحات کی جگہ ایک یا دو لفظوں کے استعمال سے پورے خیال کی ترسیل کر دیتے ہیں۔ الفاظ کی معنوی جہات کو روشن کرتے ہیں۔ وہ لفظ کو فن کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ وہ اپنے شعور کی گہرائیوں سے لفظوں کو تراش کر نئے معنی عطا کر دیتے ہیں گویا پرانی چیزوں قلعی کر کے نیا بنا دیتے ہیں۔ وہ الفاظ کے استعمال میں ندرتِ بیان سے کام لے کر نئی دنیا آباد کرتے ہیں۔

جسم کی رسمیات اور دل کے معاملات اور　　بیعتِ دستِ ہاں ضرور، بیعتِ جاں نہیں نہیں
گرمیٔ شوق کا صلہ دشت کی سلطنت غلط　　چشمۂ خوں کا خوں بہا جوئے رواں نہیں نہیں (۲۵)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

عرفان صدیقی اپنے مخصوص الفاظ ہی سے علامات کا کام لیتے ہیں ۔ یہاں یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ علامات چاہے نئی ہوں یا پرانی ان میں تازگی اور حسن لانا شاعرانہ تخیل ، شعور اور کمال فن پر منحصر ہے۔ ان کی شاعری کسی طلسمی سرائے سے کم نہیں ہے، جہاں قاری نئی دنیاؤں کی سیر کرتا ہے ۔کیونکہ یہ شعری کائنات وسیع اور صنائع وبدائع سے مزین ہے۔

عرفان صدیقی کی شاعری میں محاوراتی و استعاراتی نظام سے قولِ محال کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ یہ اعجاز بھی ان کو حاصل ہے کہ نامانوس اور اجنبی الفاظ کو بھی لب و لہجہ کے رنگ سے قابلِ تفہیم اور مانوسیت بخش دیتے ہیں۔وہ استعارہ سازی میں بھی جذبات و احساسات کے مضامین سے زیادہ فن پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔نئے الفاظ و تراکیب اور فقرے تراشنے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ عرفان صدیقی کی شاعری محض فنی قابلیت میں بے مثل ہوتی تو شاید انفرادیت نہ پاتی ان کی انسان دوستی، جذبہ دردمندی اور امن پسندی انہیں معتبر ٹھہراتی ہے۔ وہ انسان کو آج کے جدید مشینی ہنگاموں سے دور ایسی دنیا میں لے چلتے ہیں جہاں، خیمے نصب ہیں، دریا ہے، موجِ خوں ہے، لشکر، دشت، سب کو زندہ کرکے کربلا میں لے جاتے ہیں۔ عرفان صدیقی نے اپنی شاعری میں تاریخی سانحے کا ذکر کیا لیکن ہر بار ایک نئے تناظر اور ڈھب کے ساتھ، کہ قاری شاعر کے ذہنی و تخلیقی تنوع اور کمالِ فن کی داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کربلا عرفان صدیقی کی شاعری کا یہ بڑا اور مرکزی موضوع تو ہے جس کی بنا پر ان کی انفرادیت کسی حد تک متاثر بھی ہوتی ہے لیکن موضوعِ واحد نہیں۔وہ ہجرت کا کرب، عالمی سیاسی منظر نامہ، تہذیبی شکست و ریخت، تنہائی اور خصوصاً عشق و محبت کے لطیف جذبات کی ترجمانی بھی خوبصورت پیرائے میں کرتے ہیں۔ ڈاکٹر رشید اشرف خان لکھتے ہیں:

> "مرحوم نے کلاسیکی شعری روایات کو جدید ترین آہنگ شاعری کے امتزاج سے ایک نئی شعری "بوطیقا" مرتب کر دی ہے جو صدیوں تک اس عظیم طبع زاد شاعر کی یاد دلاتی رہے گی۔"(۲۶)

عرفان صدیقی اپنی تمام تر سمعی، بصری اور فنی و تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ استعارے سے وہ اپنے معاصر حالات کی عکاسی کرتے اور ان میں مثبت تبدیلی کی خواہش کرتے ہیں۔جب اپنے اردگرد جبر و استحصال کو دیکھتے ہیں تو تمام تر مزاحمت اپنے وجود اور کربلا سے سمیٹ کر اشعار کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔ وہ ماضی کی بازیافت، تہذیبی حوالوں سے تعمیرِ نو، عزم، ہمت اور انسان دوستی کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ انھیں منظر نگاری

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

پر خاص عبور ہے۔ لفظ و معانی کے رشتوں کے استعمال کی رمز سے آشنائی اور الفاظ کو سحر کاری عطا کرتے ہیں۔ عرفان صدیقی کی شاعری میں کربلا کے استعارے کا بیان شعوری کاوش ہے۔ وہ اپنے عہد کی تمام ہنگامہ خیزیوں پر بھی نظر رکھتے ہوئے اپنی انفرادیت اور ندرتِ بیان سے چمنِ شعر کو مہکاتے ہیں۔ کربلا عرفان صدیقی کو زندگی کے تپتے صحرا میں سائبان، امید، ہمت، حوصلہ، ثابت قدمی اور جرأتِ انکار مہیا کرتا ہے۔ وہ اُسی کی بازیافت سے آج کے انسان کی تربیت کے خواہاں ہیں۔

عرفان صدیقی کا فن یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنے مسائل و معاملات کے حل کے لیے اُن عظیم و برتر ہستیوں اور ان کی جرأت کو مشعلِ راہ سمجھ کر ظلم کے خلاف ردِ عمل ظاہر کریں۔ قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ ان کی شاعری محض کسی خاص، قوم، قبیلے یا عہد کے لیے مخصوص نہیں بلکہ زمان و مکاں کی حدود کو توڑتے ہوئے ہر مظلوم اور دکھی انسان کی فریاد اور ترجمان ہے۔

حوالہ جات

۱۔ انیس ناگی، تنقیدِ شعر، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء، ص ۸۷

۲۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی)، دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء، ص ۵۷۸

۳۔ محمد مسعود، "عرفان صدیقی: رختِ سفر اٹھا گیا کون سرائے خواب سے"، مشمولہ:۔ نیا دور لکھنؤ: "عرفان صدیقی نمبر"، اتر پردیش: محکمہ اطلاعات و رابطۂ عامہ، جلد ۶۵، اکتوبر، نومبر ۲۰۱۰ء، ص ۴۵

۴۔ شمس الرحمن فاروقی، اردو چینل (ماہنامہ)، "شمس الرحمن فاروقی نمبر"، ممبئی: بھارت، جلد ۵، شمارہ ۴، ستمبر تا دسمبر ۲۰۰۳ء، ص ۲۳۴

۵۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی)، ص ۲۳۷

۶۔ وہاب اشرفی، تاریخ ادبِ اردو (ابتداء سے ۲۰۰۰ء تک)، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷۴۹

۷۔ https://www.rekhta.org/articles/irfan-siddiqi-ki-shayari-ka-istiaraati-nizaam-khan-rizwan-articles?lang= ur, 22 October 2023، 12:00 PM.

۸۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی)، ص ۱۱۰

۹۔ وقار ناصری، "عرفان صدیقی کا شعری شعور"، مشمولہ: نیا دور لکھنؤ: "عرفان صدیقی نمبر"، ص ۳۴

۱۰۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی) ص ۱۵۲، ۱۱۹

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۱۔ انیس اشفاق، بحث و تنقید، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۹ء، ص ۱۵۲۔۱۵۳

۱۲۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی) ص ۱۷۴

۱۳۔ مسرور جہاں، "سات سماوات: ایک تجزیہ"، مشمولہ:۔ نیا دور لکھنؤ: "عرفان صدیقی نمبر"، ص ۷۷

۱۴۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی) ص ۱۷۹

۱۵۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی) ص ۲۰۵، ۲۰۳

۱۶۔ نذر عابد ڈاکٹر، "عرفان صدیقی کی غزل: ایک مطالعہ"، مشمولہ:۔ تخلیقی ادب، شمارہ ۱۰، اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ۲۰۱۳ء، ص ۱۳۲

۱۷۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی)، ص ۴۳۸

۱۸. Https://adbimiras.com/irfan-siddiqui-ki-shayeri-ka-tanqeedi-jayeza-ibrahim-nisar-azmi/,23aug, 2022, 2:30 am

۱۹۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی) ص ۴۵۱

۲۰۔ ایضاً، ص ۵۲۸، ۵۳۳

۲۱۔ گوپی چند نارنگ، پروفیسر، سانحہ کربلا بطور شعری استعارہ، اردو شاعری کا ایک تخلیقی رجحان، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، س ن، ص ۹۴۔۹۵

۲۲۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی)، ص ۵۷۴، ۵۷۰

۲۳۔ شارب ردولوی، "جدید غزل اور عرفان صدیقی"، مشمولہ:۔ نیا دور لکھنؤ: "عرفان صدیقی نمبر"، ص ۱۴

۲۴۔ محمد اشرف، سید (مرتب)، شہر ملال (کلیاتِ عرفان صدیقی) ص ۴۷۵۔۴۷۶

۲۵۔ ایضاً، ص ۲۸۰

۲۶۔https://www.urduchannel.in/irfan-e-jamaal-ka-shayar-irfan-siddiqui/22 octpber,2023,10:38am.